Al-Qawārīr - Vol: 05, Issue: 02,
Jan – Mar 2024

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
Journal.al-qawarir.com

تربیت اطفال اور تعمیر شخصیت میں والدین اور گھر کا کردار سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں

The role of parents and the home in child upbringing and personal development in the light of the prophetic character

Basheer Ahmad
PHD Scholar, Islamic studies, MY University Islamabad, Pakistan
Muhammad Irfan Raza
PhD Scholar, Islamic studies, GC University Faisalabad, Pakistan.

Version of Record
Received: 16-Jan-24 **Accepted**: 20-Feb-24
Online/Print: 24- Mar -2024

ABSTRACT
This article highlights the importance of parents in the upbringing of children, drawing inspiration from the life and teachings of Prophet Muhammad. It emphasizes the profound impact of a child's initial environment, particularly their home and the people within it, on their mindset and behavior. The article emphasizes the significance of religious education in fostering humanity and consciousness. Parents bear the fundamental responsibility of providing this essential education and upbringing, and the Prophet Muhammad serves as the ultimate role model and mentor. The Prophet's approach to education and upbringing was multifaceted, tailored to individual needs and characteristics. He employed various strategies to ensure the holistic development of children, considering their emotional needs, providing appropriate guidance, and protecting them from potential harm. In conclusion, parents are entrusted with the responsibility of providing a similar upbringing for their children, ensuring their well-being and success in both this world and the hereafter.

Keywords: *Parents, upbringing, children, Prophet Muhammad, initia environment, religious.*

cc BY

تمہید

اسلام نے ہمیں مکمل ضابطہ زندگی عطا فرمایا، مسلمانوں کے علاوہ باقی قوموں کے پاس زندگی گزارنے کا کوئی ضابطہ نہیں ہے، کوئی قانون نہیں ہے، کوئی دستور نہیں ہے، اقوام عالم میں اگر کوئی متمدن قوم ہے، مہذب قوم ہے، باضابطہ قوم ہے اور اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ قوم ہے تو وہ حضور اکرم سلام کی امت ہے۔ ہمیں اس نسبت پر بے حد شکر کرنا چاہئے۔ اور شکر گزاری کا یہ طریقہ ہے کہ ہم اپنے زندگیوں میں اسلام کو عملاً نافذ کر دیں۔ اسلام نے زندگی کا کوئی شعبہ نہیں چھوڑا، ہر جگہ ہمیں راہنما اصول دیئے ہیں۔ اگر کوئی ہم سے یہ سوال کرے کہ میں پوری زندگی کیسے گزاروں؟ شب وروز کیسے گزاروں؟ میری زندگی سفر و حضر کی کیسی ہو؟ اللہ کے توفیق سے ہمارے لئے رسول ﷺ کی زندگی بطور نمونہ موجود ہے، آپ ﷺ کی زندگی نے ہمیں ہر معاملہ میں رہنمائی عطا فرمائی ہے، ایک گوشہ بھی خالی نہیں چھوڑا، ہم رسول اللہ ﷺ کی مکمل زندگی بیان کر سکتے ہیں، اللہ کا شکر ہے کہ اسلام نے ہمیں مکمل ضابطۂ زندگی بخشا ہے۔

اگر ہم سرور کونین ﷺ کی سیرت کے مطابق بچوں کی پرورش اور ان کی اصلاح وتربیت کے بارے میں جائزہ لیں تو ہمیں ہر پل بچوں کی تعمیر واصلاح کا پہلو نظر آئے گا اور ہمیں اس بیج کی طرف متوجہ کیا ہے کیونکہ یہی بیج کل پھل دار درخت بن کر ابھرے گا اور اگر ہم نے اپنے بچوں کو اسلام اور سیرت رسول ﷺ سے دور اور غافل رکھا تو یہ درخت پھل دار کے بجائے کانٹے دار بنے گا، لہذا والدین کو اپنے بچوں کے ان کی پیدائش سے لے کر جوانی تک کے حقوق پر غور کرنا ہو گا۔ اور ان بچوں کی مذہبی، نظریاتی، روحانی، جذباتی، فکری، سماجی، اخلاقی اور جسمانی پہلو، نظم وضبط اور تعلیم کے اصلاح کے لئے فکر مند ہونا پڑے گا، تبھی جا کر یہ بچے معاشرے کی تعمیر وترقی میں اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں۔

مبحث اول: تربیت اطفال کی اہمیت وضرورت

اس بات میں کوئی دورائے نہیں کہ تربیت چاہے فکری ہو یا جسمانی و نفسیاتی، یہ والدین کے ذمہ فرض ہے، اور قرآن وسنت میں بچوں کی تربیت اور تعمیر شخصیت پر بہت زور دیا گیا ہے، کیونکہ بچے انسان کے لئے مستقبل کا پھل ہیں اگر ان کی صحیح تربیت شروع سے کی جائے تو اس سے ایک تو صحت مند معاشرے کی تشکیل ممکن ہے دوسرا یہ کہ والدین کے لئے نیک نامی کا ذریعہ بھی بنتے ہیں اس کے برعکس اگر بچوں کی شروع سے تربیت نہ کی گئی تو بلوغت کے بعد بھی ان سے کوئی خیر کی توقع نہیں کی جاسکتی اور اس میں والدین بھی قصور وار ہوتے ہیں، اسی وجہ سے قرآن مجید نے جس طرح خود کو آگ سے بچنے کا حکم دیا ہے اسی طرح اولاد کو بھی آگ سے بچنے کا حکم دیا ہے قرآن مجید میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے، جس کا ترجمہ یوں ہے:

ترجمہ: "اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں"[1]

اس آیت سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ جس طرح انسان خود آگ سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اس طرح اپنی اہل وعیال کو آگ سے بچانے کی کوشش کرنا بھی بہت ضروری ہے اور صرف ذاتی اعمال اور نجات کافی نہیں بلکہ اہل وعیال کی اخلاقی اور عملی تربہت بھی والدین کی ذمہ داری ہے اور یہی انبیاء علیھم السلام کا طریقہ تھا کہ ہر ایک نے اپنی اولاد کی فکر فرمائی اور قرآن مجید میں اکثر ایسے واقعات موجود ہے۔

اولاد کی تربیت کی اہمیت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے مندرجہ ذیل احادیث ملاحظہ ہوں:

"مَانَحَلَ والدٌ أ ولده فضلَ مِنْ أدبٍ حسنٍ"[2].

یعنی اچھے تربیت سے بڑھ کر کوئی گفٹ نہیں ہو سکتا ہے آج والدین اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم اپنے بچے کو بڑے سے بہترین گفٹ اور ہدیہ دیدے تاکہ ہمارا بچہ خوش ہو جائے۔ لیکن اس حدیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی عجیب بات یہ ارشاد فرمائی کہ اچھے ادب اور تربیت سے ہٹ کر کوئی گفٹ نہیں ہو سکتا ہے۔

اسی طرح ترمذی اور ابو داود میں لڑکیوں کی تعلیم وتربیت کے سلسلے میں ترغیب دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"من عال ثلاث بنات فأدبهن وزوجهن وأحسن إلیهن فله الجنة[3]"

"جس کے پرورش میں تین لڑکیاں ہو اور وہ انہیں ادب سکھائے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور ان کی شادی کر دے تو اس کو جنت ملے گی"

اس حدیث میں خصوصی طور پر لڑکیوں کی تربیت اور پرورش کی فضیلت بتلائی گئی ہے کہ تین لڑکیوں کی تربیت اور حس سلوک پر والدین کو جنت کی بشارت دی گئی ہے، کیونکہ جس بچے کو اچھی تربہت مل گئی اس کو بڑا خیر مل گیا اور ایسے بچے معاشرے میں کامیاب لوگوں میں شمار ہوتے ہیں اور پورے ذخیرہ احادیث میں اس طریقہ سے مخصوص فضیلت لڑکوں کے لیے نہیں آئی ہے بلکہ صرف لڑکیوں کی پرورش پر ہی ایسی فضیلتیں ارشاد فرمائی گئی ہیں اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ زمانہ جاھیلت قریب قریب میں گزارا تھا جس میں بچیوں کے ساتھ ظلم ہوتا رہتا ہے اور ان کا حق ان کو نہیں دیا جاتا تھا، اسلام نے نہ صرف حق دیا بلکہ اس کو اتنی عزت دی کہ کہ اس کی مثال کسی مذھب میں نہین مل سکتی۔

اس کے علاوہ چونکہ عورت ایک نازک اور شریف طبیعت کے مالک مخلوق ہے وہ چونکہ اپنا حق وصول کرنے میں پریشانی ہوتی ہے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے انکو حق دیا تاکہ بعد میں ان کے لیے کوئی پریشانی نہ ہو۔

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد ہے :

"لان یؤدب الرجل ولده خیر من ان یتصدق بصاع۔[4]

بچہ کو ادب سکھانا ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔"

بچوں کی تربیت اتنی اہم چیز ہے کہ اس پر ایک صاع صدقہ کا ثواب ملتا ہے، یہ اللہ رب العزت کا شان کریمانہ ہے کہ ادب بھی ہم اپنے بچے کو سکھلاتے ہے اور ثواب بھی ہمیں عطا کیا جاتا ہے۔ان تمام روایات سے یہ معلوم ہوا کہ بچوں کی اخلاقی تربیت اور تعمیر شخصیت میں والدین کا بہت اہم کردار ہے اور وہ اس سے بری الذمہ نہیں ہو سکتے بلکہ جب تک استطاعت اور طاقت ہو بچوں کی فکر کرنا ضروری ہے۔

مبحث دوم: تربیت اطفال اور تعمیر شخصیت میں نبوی اسلوب

تربیت بلاشبہ والدین کی ذمہ داری ہے لیکن تربیت میں انداز اور اسلوب وہ اختیار کرنا چاہیے جو رسول اللہ ﷺ کا ہے، کیونکہ اس کے بغیر تربیت ممکن نہیں بلکہ اس سے مزید بچے کی طبیعت بگاڑ پیدا ہو سکتی ہے ،لہذا بچے کو نرمی کے ساتھ سمجھانا چاہیے اور اس کو مار پیٹ کر کے متنفر نہ کریں بلکہ اس کو اپنے قریب کر کے اصلاح کی نیت تادیب کریں،ذیل میں رسول اللہ ﷺ کی تربیت کے چند پہلو ذکر کیے جاتے ہیں وہ ملاحظہ ہوں۔

دیکھئے حضور اقدس ﷺ کا اس سلسلے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں:

قال ﷺ:مروا اولادکم بالصلاة وهم ابناء سبع سنین، واضربوهم علیها وهم ابناء عشر سنین، وفرقوا بینهم في المضاجع.۔[5]

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا”:جب تمہاری اولاد سات سال کی ہو جائے تو تم ان کو نماز پڑھنے کا حکم دو، اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو انہیں اس پر یعنی نماز نہ پڑھنے پر (مارو،اور ان کے سونے کے بستر الگ کر دو“۔

اس روایت سے نیک تربیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے حالانکہ ابھی تک اس عمر میں نماز بھی فرض نہیں ہوتی،اسکی بنیادہ وجہ یہی ہے کہ ان کی ابھی سے عادت بن جائے اور نیک اعمال کے عادی ہو جائے،اس وجہ سے بچوں کو نیک مجالس میں لیجانا بھی ضروری ہے تاکہ وہاں سے مانوس ہو جائے۔چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا،ایک مرتبہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور منہ میں ڈال دی، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا :

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ چھی چھی! نکالو اسے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم لوگ صدقہ کا مال نہیں کھاتے[6]۔

غور کیجئے کہ حضوراقدس ﷺ نے کس لطیف اور پیارے انداز سے غلطی کی اصلاح فرمائی۔ پہلے کخ، کخ کہہ کر منع کیا۔ پھر فوراً نہ کھانے کی وجہ اورعلت بیان فرمائی۔ تاکہ پوری زندگی ان کے لیے ایک اہم رہنمااصول اور قاعدہ کلیہ بن جائے، دیکھئے کیساپیارااوردل نشیں اندازاختیار فرمایا۔ لاعلمی کی وجہ سے سرزد ہونےوالی غلطی کی اصلاح فرمائی، اور اس کی علت بھی بیان کی۔ اسی طرح بچوں کی اصلاح وتربیت کے لیے والدین کامناسب موقع تلاش کرناچاہیے۔ بچوں کی اصلاح اور رہنمائی کے لیے مناسب ترین موقع اور وقت کی تعیین کے سلسلہ میں رسول اللہ سے کام بڑے باریک میں تھے کہ آپ لئے کام بچوں کے افکار اور اخلاق وعادات کی درستگی کے لیے اس نکتہ سے بڑا فائدہ اٹھاتے تھے۔

ان تمام روایات سے معلوم ہوتا ہوا کہ اولاد اور بچوں کی اچھی تربیت والدین کی بنیادی ذمہ داری ہے، لیکن سب سے بہترین تربیت وہ ہے کہ جو کردار اور اخلاق نرم مزاجی اور ترغیب کے ساتھ ہوں اور تربیت میں جذبات سے ہٹ کر اصلاح کو پیش نظر رکھتے ہوئے رسول ﷺ کی سیرت کے مطابق تربیت کریں، کیونکہ ایسی تربیت کا نتیجہ دیرپا ہوتا ہے اور اثرات بڑے پائیدار ہوتے ہیں۔ ذیل میں بچوں کے اصلاح ورتربیت کے حوالے سے ان تمام پہلوؤں کا سیرت طیبہ کی روشنی میں جائزہ لیاجائے گا جو والدین کو اس حوالے سے فکر مند ہونے ضرورت ہے تاکہ وہ بھی اپنے بچوں کا اس نہج پر بچوں کی تربیت میں اپنا کردار ادا کرسکیں۔

مبحث سوم: اسلامی طرز عمل پر بچوں کی تعمیر وتربیت

بچوں کی تربیت کے بہت سارے پہلو ہیں، مگر اسلامی طرز عمل پر بچوں کی تربیت نہایت ضروری ہے، کیونکہ ایسی قد آور شخصیت بننے کیلئے جو معاشرے پر اثر انداز ہو اور اجتماعی و انفرادی زندگی میں کردارادا کرناضروری ہے، جب ہم تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں اور تاریخی کردارادا کرنےوالی شخصیات کا گہرامطالعہ کرتے ہیں توہمیں معلوم ہوتاہے کہ انکی شخصیت وکردارمیں ابتدائی اسلامی تربیت کا بہت بڑا دخل ہے۔ جبکہ تربیت کا بہترین میدان اور عظیم مرحلہ بچپن کا مرحلہ ہے کیوں کہ اس زمانے میں بچے کے اندر قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے۔ یہ زمانہ بھی کافی طویل ہوتا ہے، اس طویل زمانے میں والدین اور اساتذہ کے لیے بہترین موقع ہوتا ہے کہ وہ بچہ کو اخلاق وکردار، اعلیٰ روایات پر تیار کرائے، تاکہ ابتداءہی میں اس کے ذہن میں کرداواخلاق کی بہتری کے بیج راسخ ہوجائیں اوراس کی

نافہمی کو سامنے رکھ کر غفلت برتنے سے بچا جائے ۔ اب اگلے صفحات میں بچے کی کردار سازی اور شخصیت سازی کے تعمیری اصولوں پر سیر حاصل گفتگو ہو گی ، سب سے پہلے اس کے عقیدے کی پختگی ضروری ہے، لہٰذا مندرجہ ذیل اصول اس میں مد نظر رکھنا چاہیے۔

ا۔ بچے کو کلمہ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تلقین کرنا ۔

ب۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اللہ ہی سے مدد طلب کرنے اور قضاء قدر پر ایمان کی تلقین کرنا۔

ت۔ رسول اللہ ﷺ کی محبت، آپ کے اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام کی محبت کی ترغیب دینا۔

ج۔ قرآن کریم کی تعلیم دینا۔

رسول اللہ ﷺ سے محبت، آپ کے اہل بیت او صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت بچے کے دل ودماغ میں پیوست کی جائے،کیوں کہ توحید کی مضبوطی اورایمان کی تکمیل اس کے بغیر ممکن نہیں اس وجہ سے حضرات اسلاف و اخلاف محبت رسول ﷺ کو اپنے بچوں کے ذہنوں میں راسخ کرنے کا بھرپور اہتمام کرتے تھے کیوں کہ اس سے اسلامی شعور بیدار ہوتا ہے،،بہت ساری مشکلات کا مداوا ہوتا ہے۔ یہ بات بھی انتہائی قابل ملاحظہ ہے کہ انسان کا نفس طبعی طور پر اپنے ماحول میں مقتدر شخصیت کو اپنا آئیڈیل نمونہ بنانے کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اسلامی تعلیمات اوراسلامی تربیت میں وہ عظیم شخصیت جسکی پیروی کیجائے، جس کی زندگی کو اپنے لیے نمونہ بنایا جائے وہ صرف حضور اقدس ﷺ کی ذات اقدس ہی ہے۔اس ذات سے بڑھ کر کوئی مقتداء اور پیشوا ہونا ناممکن ہے۔

والدین کی ذمہ داری ہے جب بچی بولنے کے قابل ہو جائے تو اس کو کلمہ سکھایا جائے اور اس کو اسلام کی بنیادی ارکان دل میں راسخ کیے جائے کیونکہ بچے کے دل جلدی اثر قبول کرتا ہے، ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

"بچہ جب بولنا سیکھنے لگے تو اُسے سب سے پہلے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ یاد کرواؤ۔ [7]

اسی طرح تربیت کرنے والوں پر لازم ہے کہ وہ قرآن کی تعلیم کی ابتداء بچہ کے ہوش سنبھالتے ہی کریں، کیوں کہ اس سے اس کے ذہن میں یہ بات بیٹھ جائے گی کہ اللہ میرا رب ہے اور یہ اسکا کلام ہے۔اسطرح قرآن کریم کی روح بچپن ہی سے اسکے اندر سرایت کر جائے گی اور نور قرآن اس کی فکرو دانش میں پیوست ہو گی اور اس کی قوتِ ادراک اور قوت فہم منور ہوں گی اس سلسلے میں حضرت علی فرماتے ہیں، حضور نے کی تم نے ارشاد فرمایا :

"اولاد کو تین خصلتوں کی عادت ڈالو، اپنے نبی کی محبت، ان کے اہل بیت کی محبت، قرآن کریم کی تلاوت ۔"[8]

ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ اولاد کو اسلامی طرز پر تربیت والدین کی ذمہ داری ہے جس میں سب سے پہلے اس کو کلمہ طیبہ سکھلانا، قرآن مجید کی تعلیم دینا، آپ ﷺ کی سیرت، صحابہ کرام، اہل بیت کی محبت دل میں پیوست کرانا بنیادی ذمہ داری ہے۔

مبحث چہارم: بچوں کی عباداتی تعمیر و تربیت

عبادت کا عقیدے کی پختگی اور تکمیل میں بڑا عمل دخل ہے۔ کیوں کہ عبادت، عقیدے کو روحانی غذا مہیا کرتی ہے۔ جس سے عقیدے کی روح میں قوت پیدا ہو جاتی ہے جب بچہ اذان کی آواز کی طرف متوجہ ہو گا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو بجالائے گا تو اسکے دل میں اسلام اور ایمان کی محبت مزید مضبوط ہو گی، اور اس طرح تربیت بچے کے نفس میں عجیب اثر ڈالتی ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ تقرب کا شعور دلاتی ہے اور بچے کے دل پر شروع سے اللہ کی وحدانیت اور عبادت کا نقش بیٹھ جاتا ہے، پھر وہ زندگی میں جس مرحلہ پر بھی پہنچ جاتا ہے وہ عبادت سے دل نہیں چراتا، بلکہ شوق اور ذوق سے عبادت کرتا ہے۔ چنانچہ والدین کو چاہیے کہ جب بھی کوئی عبادت سرانجام دیں تو بچوں کو اپنے پاس کھڑا کریں تاکہ وہ والدین کے عمل سے سیکھ لیں کیونکہ عملی صورت میں بچے جلدی سیکھ سکتے ہیں۔ جیسے درج ذیل حدیث سے بچوں کو وضو سکھانا ثابت ہے:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے سیدنا حسین رضی اللہ کے سامنے وضو کا پانی منگوا کر وضو کیا اور پھر بچا ہوا پانی پیا اور پھر مجھے فرمایا کہ اس طرح میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا تھا ،لہذا اس طریقہ سے بچے کے دل میں عبادت کا نقشہ بٹھایا[9]

اسی طرح احادیث مبارکہ میں سات سال کی عمر کے بعد بچوں کو نماز کا حکم ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ سے ہم نے فرمایا: بچہ جب سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز پڑھنے کو کہو، اور جب دس سال کا ہو جائے نماز نہ پڑھے تو مارو۔"[10] اسی طرح بچے کو نماز تہجد کی عادت ڈالنا، نماز عید اور جمعہ کے لئے ساتھ لیجانا، آداب مسجد سے روشناس کرانا، روزہ رکھوانا، حج یا عمرے کے لئے لیجانا اس کے ہاتھ سے صدقہ وغیرہ دلوانا ان عبادات کی تربیتاور مشق کرانا بھی والدین کی بنیادی ذمہ داری ہے۔

مبحث پنجم: عام معاشرتی حقوق کے اعتبار سے بچوں کی تعمیر و تربیت

بچے کی اجتماعی اور معاشرتی تعمیر تربیت بھی والدین کی ذمہ داری ہے، معاشرتی حقوق سے مراد وہ حقوق ہیں جو معاشرے کے تمام افراد کو آپس میں ملاتے ہیں اور آپس میں محبت کی فضا پیدا کرتے ہیں، چاہے بڑوں کا اجتماع ہو یا دوست احباب، یا والدین کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہو یا رشتہ داروں کے ساتھ، کا ایسی صورت حال میں ادب واحترام، طرز تکلم، کیا ہونا چاہیے؟ اس کے متعلق تعلیمات نبوی موجود ہیں۔

ا۔ بچوں کو سلام سکھانا

مثلاً بچوں کی معاشرتی تربیت میں سلام کی تعلیم بھی ہے، کیونکہ سلام مسلمانوں کے درمیان ایک اسلامی تحفہ کی حیثیت رکھتا ہے اور بچہ کو مختلف معیار کے لوگوں سے ملنے کی ضرورت کے وقت کام کے آغاز پر اپنے تعارف کی ضرورت ہوتی ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ بچوں کے دل میں سلام کی سنت زندہ کرنے کے لیے رسول اصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے تعلیم اور صحابہ کرام بھی اللہ کے فرامین میں ایک لطیف اسلوب پایا جاتا ہے۔ اور وہ اسلوب لطیف یہ ہے کہ بڑا خود سلام کرنے میں پہل کرے یعنی وہ بچوں کو پہلے سلام کرے، جب بچے اس کو پہچان لیں گے تو تم دیکھو گے کہ وہ خود سلام میں پہل کیا کریں گے۔ امام بخاریؒ ورامام مسلمؒ حضرت انس رضی اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ:۔

> حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچوں کے پاس سے گزرے تو ان کو سلام کیا پھر فرمایا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ایسا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک دفعہ وہ بچوں کے پاس سے گزرے تو ان کو سلام کیا، پھر آپ نے فرمایا کہ کہ میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیکھا تھا کہ آپ نے بھی اس طرح بچوں پر سلام کیا تھا۔ [11]

بچوں کو مختلف معاشرتی آداب سے روشناس کرانا بہت ضروری ہے ان آداب میں سلام بھی ہے کہ شروع سے ان کو سلام کا جواب دینے کا عادی بنایا جائے، اس سے بچے کے دل میں سلام کی اہمیت بیٹھ جاتی ہے اور اس کو عادت بنالیتا ہے اور سلام ان کے دلوں میں یہ بات پیوست ہو جاتی ہے اور ان میں خود اعتمادی کی صفت پیدا ہوتی ہے۔ صحیح بخاری اور ترمذی میں عمر ابن ابی سلمہ کی روایت اس حوالے سے بڑی اہمیت کا حامل ہے جس میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کو کھانے کے آداب بڑے بہترین انداز میں سکھلائے ہیں۔

عن عمربن ابي سلمةانه دخل على رسول اللهﷺوعنده طعام قال:اذن يابنى وسم الله وكل بيمينك وكل ممايليك۔[12].

اس حدیث میں آپ ﷺ نے عمرو بن ابی سلمہ جو ابھی چھوٹا بچہ تھا عام معاشرتی آداب اور حقوق پر مطلع فرمایا ہے، اور اس اپنے قریب کیا اور اس کو کھانے کے آداب سکھلائے، کیونکہ بچے کو یہ کہہ کر نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ ابھی تو یہ بچہ ہے بلکہ اسکے اصلاحی اور عملی تربیت بہت ضروری ہے تا کہ بچپن سے اسکے ذہن میں یہ آداب راسخ ہو جائے۔

مبحث ششم: بچوں کی اخلاقی تعمیر و تربیت

اخلاقی تربیت سے یہاں مراد تمام اخلاقی باتوں اور کردار اور فضائل کا وہ مجموعہ ہے۔ جنہیں حاصل کرنا اور سیکھنا اور اپنے اندر پیدا کرنا بچہ کے لیے ضروری ہے، اور بچپن اور سن شعور سے ہی ان کا عادی بنا لازمی ہے۔ تا کہ جب وہ مکلف ہوا اور جوان بنے اور زندگی کے گہرے سمندر میں قدم رکھے تو یہ تمام فضائل و کمالات اس میں موجود ہوں۔ یہ بات بھی بالکل واضح ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے بچوں کی اخلاقی تعمیر وتربیت میں ادب کو انتہائی درجہ اہمیت دی ہے تو اس سے ادب و آداب کی اہمیت اور بچوں کے دل و دماغ میں اسے آباد اور راسخ کرنے کی ضرورت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ بچوں کو اچھے اخلاق وآداب کا عادی بنایا جائے، تاکہ اس کے اخلاق اور عادات، طبیعت سلیمہ اور فطرت مستقیمہ کے مطابق ہو سکیں، اور یہ چیز اس صدقہ وخیرات سے کہیں بہتر ہے جس سے گناہ دھلتے ہیں، اگرچہ اسلام کی نظر میں صدقہ وخیرات کو ایک اہمیت حاصل ہے۔

نیز رسول اللہ ﷺ نے والدین کو واضح انداز میں بتایا ہے کہ بچوں کو ادب کی تعلیم دینا ان کیلئے عظیم ترین ہدیہ اور تحفہ ہے اور حسن ادب ہی بہترین ورثہ اور سرمایہ ہے۔امام ترمذیؒ نے سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ نے نعیم نے فرمایا:

"کوئی والد اپنی اولاد کو حسن ادب سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہیں دیتا"۔[13]

بچوں کے لیے آداب نبوی ﷺ کی انواع و اقسام زیادہ ہیں، مگر چند ضروری مندرجہ ذیل ہیں: اس طرح اس باب میں بھائیوں کے حقوق، کھانے کے آداب، قرآن کریم سننے کے آداب، اسی طرح سچ بولنا، رازداری، امانت داری، کینہ پروری سے حفاظت وغیرہ شامل ہیں۔

مبحث ہفتم: بچوں کی علمی و فکری تعمیر و تربیت

بچوں کی علمی و فکری تعمیر و تربیت کے سلسلہ میں چند بنیادوں کا سیرت طیبہ کی روشنی میں ذکر کرنا ضروری ہے، کیونکہ بچوں کی تربیت میں عقلی و فکری تعمیر و تربیت بہت ضروری ہے، کیونکہ جب فکری تعمیر و تربیت درست خطوط پر استوار ہو گی تو والدین کے لیے یہ چیز خیر و بھلائی اور خوشخبری کی ہو گی اور بصورت دیگر وہی اولاد ان کے لیے دشمن ثابت ہو گی۔

ا۔ بچوں کا تعلیمی حق اور ان میں علم کی محبت پیدا کرنا

حضور نبی کریم ﷺ نے بچوں کی تعلیم و تعلم کے لیے ایک بنیادی ضابطہ وضع فرمایا ہے، جو نسل در نسل ہم تک منتقل ہوتا چلا آرہا ہے، وہ ایسا ضابطہ ہے کہ والدین اس کو اختیار کر کے اپنے بچوں کو حصول علم کے لیے راغب کر سکتے ہیں وہ یہ کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے"[14] خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، مرد ہو یا عورت، لڑکا ہو یا لڑکی اور حصول علم ان افضل عبادات میں سے ہے، جن کے ذریعہ بندہ اپنے رب کا تقرب حاصل کرتا ہے اور بچوں کا زمانہ بچپن اس فکری و علمی تعمیر و تربیت کے لیے انتہائی سرسبز و شاداب ہوتا ہے۔

ب۔ بچوں کو وقت دینا اور احوال کی خبر گیری کرنا

اس باب میں اہم نکتہ اور اصول یہ ہے کہ والدین کا گھر میں بچوں کو وقت دینا بہت ضروری ہے کیونکہ بچہ بچپن میں انسیت اور مشغولیت چاہتا ہے اگر اس کو اچھی مشغولیت مل گئی تو وہ اچھی چیزیں سیکھے گا اور اگر غلط مشغولیت مل گئی تو پھر غلط چیزیں سیکھے گا ،خاص کر والدین کا بچوں کا وقت دینا بہت ضروری ہے ہمارے معاشرے میں والدین کے پاس جاب کے لئے وقت ہے، کھانا کے لئے وقت ہے عرض ہر چیز کے لئے وقت ہے مگر اپنے مستقبل یعنی بچوں کے لئے وقت نہیں، باپ جاب سے آکر موبائل میں مشغول ہو جاتا ہے ماں ٹی وی کے سامنے مشغول ہو جاتی ہے اور بچے کو بھی موبائل ہاتھ میں تھما دیا جاتا ہے اسی طرح خود اپنے ہاتھوں سے اپنے بچوں کو تباہ کیا جاتا ہے، لہذا بچوں کو وقت دیا جائے، ان کے احوال کی خبر گیری کی جائے ان سے سکول کالج کے احوال معلوم کیے جائے ان سے گپ شپ لگائے اور ان کو اچھے واقعات سنائیں ان سے اچھی اور نیک باتیں شئیر کریں۔

ت۔ غلط مجلس اور سوشل میڈیا سے دور رکھنا

والدین کا اس حوالے سے بھی بہت اہم کردار ہے کہ وہ بچوں پر نظر رکھیں اور ان کو غلط مجلس سے دور رکھیں اور اچھی اور صرف علمی اور نیک مجلس میں ان کو بیٹھنے پر آمادہ کریں، ایک حدیث میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مومن کے سوا کسی کو اپنا ساتھی مت بناو اور تمھارا کھانا سوائے پرہیز گار کے کوئی اور نہ کھائے۔[15]

اسی طرح والدین کی ایک اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ بچوں کو سمارٹ فون اور سوشل میڈیا استعمال سے روکیں اور اگر وہ سمارٹ فون یا سوشل میڈیا تک رسائی دیتے بھی ہے تو یہ دیکھنا ہو گا کہ کس عمر میں وہ بچوں کو سمارٹ فون تک رسائی دیتے ہے اور اس کے بعد بنیادی تربیت اور مناسب دیکھ بھال بھی بہت ضروری ہے ، کیونکہ بچوں کی ذہنی سطح کم ہونے کی وجہ سے بسا اوقات وہ حد اعتدال سے نکل جاتے ہے اور سمارٹ فون اور سوشل میڈیا کا غلط استعمال شروع کر دیتے ہیں، والدین کی ذمہ داری ہے کہ بچوں پر خصوصی خیال رکھیں اور اگر کہی سمارٹ فون کی ضرورت محسوس بھی کریں تو اس کے لئے اوقات متعین کریں مکمل آزادی کے ساتھ سمارٹ فون اور سوشل میڈیا کا استعمال بچوں کے لے زہر قاتل ہے۔

ترقی یافتہ ملکوں سوشل میڈیا کے لئے عمر کی حد مقرر ہے اور ہمارے ہاں پاکستان میں ایسا کوئی قانون اور قید نہیں ہے ہر قسم کی ویب سائٹ تک بچوں کی رسائی ممکن ہے جس کی وجہ سے نوجوانوں کا بہت بڑا طبقہ اس میں مشغول ہیں اور اپنی زندگی تباہ کرنے کی طرف گامزن ہے۔لہذا سمارٹ فون سوشل میڈیا ایک نہایت نازک معاملہ ہے، اور اس کے استعمال کے حدود اور قیود کو بچہ نہیں سمجھ سکتا، لہذا اس حوالے سے بچوں کی اصلاح تربیت اور دیکھ بھال بہت ضروری ہے۔

مبحث ہشتم: صحت سے متعلق تعمیر و تربیت کے چند اصول

اسلام نے انسانوں کی صحت و تندرستی کا عموماً اور بچوں کا خصوصاً اہتمام کیا ہے اور امراض کے علاج معالجہ پر خصوصی توجہ دلائی ہے، اس لیے کہ جسمانی صحت و تندرستی کے لیے یہ چیز بہت اہم اور ضروری ہے اور اس اعتبار سے کہ جسم، انسان کے پاس ایک امانت ہے، اس لیے بھی اس امانت کی محافظت ضروری ہو گی، حتی کہ علاج معالجہ کو بھی تقدیر الہی کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ کے بندو! علاج کیا کرو، کیونکہ اللہ عزوجل نے کوئی بیماری ایسی نہیں پیدا کی جس کی شفا نہ رکھی ہو، سوائے ایک بیماری کے انہوں نے پوچھا کہ وہ بیماری کون سی ہے؟ آپ سے کلام نے فرمایا: بڑھاپا[16]

یہ بات تو سب جانتے ہیں کہ نبی ﷺ مسواک کا کس قدر اہتمام فرمایا کرتے تھے، بلکہ آپ ﷺ نے تو یہاں تک فرمایا کہ: اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے وقت اُنہیں پر مسواک کرنے کا حکم دے دیتا۔[17]
چنانچہ اگر مسواک کی عادت پیدا ہو جائے اور وہ اچھے طریقہ سے اور مسلسل طور پر اپنے اور بچوں کی صفائی کا اہتمام شروع کیا جائے تو دانت کی بہت سی بیماریوں کا خود ہی خاتمہ ہو جائے گا، جیسا کہ بعض اوقات دانتوں میں کیڑا لگ جاتا ہے اور مسوڑھے کی بیماری اور دوسرے امراض لاحق ہو جاتے ہیں۔ جدید طب نے بھی یہ بات ثابت کر دی ہے کہ مسواک کا استعمال بڑا اثر رکھتا ہے، کیونکہ اس میں کیمیائی مواد موجود ہوتا ہے جو دانتوں کے لیے بے حد مفید ہے

اور مؤثر انداز میں مسوڑھوں کو مضبوط کرتا ہے، اور پھر مسواک ہوتی بھی ہے معمولی قیمت کی اور جزیرہ عرب میں تو بہ کثرت پائی جاتی ہے۔

اسی طرح بچوں کوعادت ڈالی جائے کہ وہ اپنے سامنے سے کھاناتناول کریں،انکے ہاتھ کھانے کے برتن میں ہر جانب نہ گھومتے پھریں،جب بچے کھانے کے مسنون آداب کالحاظ رکھیں گے اوران کو بجالائیں گے توانہیں کامیابی بھی حاصل ہوگی اور بہت سے اندرونی امراض سے محفوظ بھی رہیں گے۔ اسی طرح پینے کے سلسلہ میں بچوں کومسنون طریقہ کاعادی بنایا جائے، چنانچہ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو پانی پینے کاطریقہ سمجھایا: اسی طرح بچوں کو آگاہ کیاجائے کہ وہ پانی پینے کے دوران گلاس کے اندر سانس نہ لیں۔ کیونکہ اس حوالے سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا۔

مبحث نہم: بچوں کے جنسی جذبات کی اصلاح و تربیت

اسلام کی ممتاز خصوصیات میں سے ایک خصوصیت ہے کہ تمام امور میں افراط و تفریط سے بچتے ہوئے اعتدال کو اختیار کیا ہے۔ جنسی جذبات بھی انسانی نفس میں اللہ کے پیدا کردہ ہیں، لہذااس حوالے سے اصلاح وتربیت بھی والدین کی ذمہ داری ہے اب ہمیں جانناچاہیے کہ وہ کون سےضوابط ہیں جو بچوں کے جنسی جذبات کی اصلاح و تہذیب کے لیے رسول اللہ ملنے نکلے تم نے بیان فرمائے ہیں تا کہ والدین ان ضوابط کے مطابق عمل کر کے اپنے بچوں کو جنسی انحراف سے بچا سکیں اور ان کی فطرت پاک صاف بن سکے؟ چنانچہ وہ ضوابط اور اصول یہ ہیں :

ا۔گھر کے اندر آنے کے لیے اجازت لینا

بچہ زیادہ تر اپنے گھر میں ہی رہتا ہے اور گھر کے اطراف میں جلدی سے منتقل ہوتا ہے اور ہر وقت اجازت لینا ایک دشوار کام ہے، اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن نے ہوئے بچوں کیلئے اجازت لینے کا طریقہ متعین کر دیا ہے جسے وہ رغبت اور توجہ دلانے سے اختیار کرتا ہے اور وہ بھی شاندار تدریجی انداز سے ممکن ہے، چنانچہ قرآن نے چھوٹے بچہ کے لیے اولاًتو اس بات کی تحدید کی کہ وہ تین حساس اوقات میں اجازت لیا کرے، نماز فجر سے پہلے، دو پہر کو قیلولہ کے وقت اورعشاء کے بعد۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ تینوں اوقات والدین کے آرام کرنے کے اوقات ہیں۔

ب۔بستر الگ کرنا

شریعت مطھرہ نے بچوں کی جنسی اصلاح وتربیت کااتناخیال رکھاگیاکہ رسول اکرم ﷺ نے بچوں کادس سال کی عمرمیں بستر الگ کرناحکم فرمایاہے۔یعنی دس سال کی عمرمیں یہ حکم کوئی واجبی نہیں بلکہ استحبابی حکم ہے کہ اس وقت سے بچوں کی اس حوالے

سے تربیت کرواور ان کے بستر الگ رکھو تاکہفکر اور ذہن بالکل صاف رہے کوئی شیطان عمل بچپن اور بڑے ہو کر ان سے سرزد نہ ہو، بچوں کی جنسی تربیت کے حوالے سے بہت ہی حکیمانہ ارشاد ہے۔

علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ:۔

> بستر الگ کرنے کا حکم اس لیے دیا گیا کہ بچہ کے قریب البلوغ ہونے کے ایام ہیں، اس لیے کوئی بعید نہیں کہ مضاجعت (اکٹھے لیٹنا) مجامعت کی خواہش تک پہنچ جائے ، اس لیے ضروری ہے کہ ایسا ہونے سے پہلے ہی فساد کی راہ کو روک دیا جائے ۔[18]

والدین اگر اس سلسلہ میں غفلت کا ارتکاب کریں گے تو بسا اوقات انکی غفلت کے باعث معصوم بچے کسی تباہی اور بربادی کی طرف جاسکتے ہیں کیونکہ اس سلسلے میں رسول ﷺ نے ایک واضح حکم ہمارے سامنے پیش فرما دیا کہ "فرقوا" یعنی انکے بستر الگ الگ کر دو۔

ت۔بچوں میں عشاء کے بعد جلدی سونے اور صبح سویرے بیدار ہونے کی عادت ڈالنا

بچے صبح کی نماز بروقت پڑھنے کے عادی اور صبح سویرے اسی صورت میں جلدی بیدار ہو سکتے ہیں جب ان کی نیند پوری ہو چکی ہو اور وہ نیند سے سیر ہو چکے ہوں، لہذا یہ ضروری ہے کہ وہ جلدی سو جایا کریں، ورنہ پھر کسی صورت بھی بچہ صبح جلدی نہیں اٹھ سکتا اور موجودہ دور جتنا ہم سیرت طیبہ سے دور ہوتے جا رہے اتنا ہم الجھنوں کا شکار ہوتے جا رہی ہیں، مثلاً ہم میں سے اکثر گھرانوں میں یہ بچوں کو دیر تک جاگنے کا رواج ہے یا تو موبائل دے کر یا ٹی وی کے سامنے بٹھا کر اور پھر بعد میں شکایت ہوتی ہے کہ بچے نافرمان ہے یا صبح نماز کیلئے نہیں اٹھتا وغیرہ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے آپ ﷺ کی سیرت پر ترک کیا گیا ہے آپ ﷺ نے آج سے کم و بیش پندرہ سو سال پہلے ارشاد فرمایا تھا کہ عشاء کے بعد قصہ گوئی نہ کر لیا کرو اور جلدی سو یا کرو، کیونکہ اس زمانہ میں عشاء کے بعد یہی ایک فضول مشغلہ تھا اور آج اس کی جدید شکلیں وجود میں آچکی ہیں، جس میں موبائل کا استعمال، ٹی وی ڈرامے وغیرہ میں مشغول ہو کر رات کو دیر سے سورت ہیں جس سے سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ صبح اٹھنے میں دیر کر دیتے ہیں۔اسی طرح بچوں کو نگاہیں پست رکھنے کا حکم کرنا،، مرد وعورت کے اختلاط سے منع کرنا، جنسی ہیجان والے مجالس سے دور رکھنا، غسل کے فرائض یاد کرانا، سورہ نور یاد کرانا، فحش مجالس سے دور کرنا، جلدی شادی کرانا وغیرہ بھی اس نہج سے تربیت کا حصہ ہے۔

خلاصہ بحث

انسان کے اخلاق و کردار کا دارومدار اس کی تربیت اور تعلیم پر ہوتا ہے، اگر آداب و احتیاط کے اسباق بچوں کو بچپن سے ہی یاد کر لیا جائے اور وقتاً فوقتاً اس کی حفاظت اور نصیحت کی جائے تو بچہ بڑا ہو کر ایک با اخلاق اور باوقار انسان بنتا ہے۔ بچے کی تعلیم اور اس کے ماحول کا اس بچے پر اتنا گہرا اثر ہوتا ہے کہ جس طرح اسے بنایا جائے گا، وہ وہی انسان بن جائے گا، اس لیے بچوں کی تعلیم کے معاملے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت حساس تھے۔ بچوں کی تعلیم اور تربیت ایسی ہونی چاہیے کہ وہ سچے دین کا پیروکار، شائستہ، بااخلاق، تعلیم یافتہ اور معاشرے کے لیے ایک نفیس اور کارآمد انسان بن سکے- بچوں کے ساتھ حسن سلوک انبیاء کی سنت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی روایات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے جذبات اور نفسیات کو سمجھتے تھے اور اس کے مطابق ان کے اعمال میں برکت فرماتے تھے۔ چنانچہ اسلامی طرز فکر پر سب سے پہلے تربیت کے احکام ملتے ہیں اس کے علاوہ زندگی کے تمام مراحل سے متعلق آپ ﷺ نے تعلیمات نے فراہم کی ہے اور بچوں کی تعلیم وتربیت سے متعلق کوئی بھی گوشہ نہیں چھوڑا ہے، ضرورت اس اس امر کی ہے کہ ان تعلیمات کو صرف کتابوں اور بیان کے حد تک نہ چھوڑا جائے بلکہ والدین کی ذمہ دارری ہے کہ حقیقی معنوں میں ان تعلیمات پر عمل کریں اور بچوں کی اس نہج پر تعلیم وتربیت کر کے اپنے ذمہ داری کو پوری کریں۔

نتائج وسفارشات

بچوں کی تعمیر وتربیت میں گھر اور والدین کا نمایاں کرادرہے اور سیرت طیبہ میں اس حوالے سے واضح تعلیمات موجودہیں، مثلاً

1۔ سب سے پہلے تعمیر وتربیت میں اسلوب وہی ہونا چاہیے جو رسول اللہ ﷺ نے اختیار فرمایا کہ غلطی پر اصلاح ہو سزا نہیں ہونی چاہیے کیونکہ سزا بچے مزید بگڑ جاتے ہیں اور تربیت تدریجاً ہونی چاہیے یکدم اصلاح بس اا وقات بچے میں مزید بگاڑ پیدا کر دیتا ہے۔

2۔ اسلامی طرز پر بچوں کی تربیت کرنا والدین کی ذمہ داری ہے، کہ بچوں کی عقیدے کی درستگی کی فکر کرنا، قرآن کی تعلیم اور حب رسول ﷺ حب صحابہ اور اہل بیت ان کے دلوں میں اجاگر کرنا بھی ضروری ہے۔

3۔ عباداتی طرز پر تعمیر وتربیت بھی ضروری ہے، جس میں بچوں کو نماز تقلین، وضوء کا طریقہ، اور دیگر عبادات کی اہمیت دل میں ڈالنا ضروری ہے۔

4۔اسی طرح معاشرتی تعمیر وتربیت بھی بہت ضروری ہے جس میں بچوں کو بڑوں کی مجلس حاضری، سلام کلام کے آداب، بیمار پرسی وغیرشامل ہیں

5۔اخلاقی تعمیر وتربیت بھی بچوں کی تربیت کا لازمی حصہ ہے کہ والدین کے ساتھ رویہ کیسا ہونا چاہیے ،بڑوں کے ساتھ رویہ ،کھانا کھانے کا طریقہ ،سچ بولنا، جھوٹ سے پرہیز، گالم گلوچ سے پرہیز شامل ہیں۔

6۔رحمدلی اور شفقت کے حوالے سے تعمیر وتربیت بھی ضروری ہے ، آپ ﷺ کی سیرت میں بچے کے ساتھ کھیلنا، بچوں کا بوسہ لینا، بچوں میں فرق نہ کرنا، ان سے اچھی گفتگو کرنا وغیرہ سے متعلق بھی رہنمائی ملتی ہے۔

7۔علمی فکر وتربیت بھی بچوں کی بہت ضروری ہے ، جس میں بچوں کو غلط مجلس سے دور رکھنا وغیرہ بھی شامل ہے آپ ﷺ کیس سیرت میں اس حوالے سے بھی کافی رہنمائی موجود ہے۔

8۔اسی طرح بچوں کی صحت کے حوالے سے ان کی تعمیر وتربیت بھی بہت ضروری ہے ، جس میں ان کو ورش کا عادی بنانا ،مسواک کی عادت، رات کو جلدی سونے کا عادی بنانا وغیرہ شامل ہے

9۔اسی طرح بچوں کی جنسی تعمیر وتربیت کے حوالے سے بھی والدین کا نمایاں کردار ہے، کہ ان کو گھر میں آنے کے آداب کا عادی بنائے، نظر نیچے رکھنے، الگ بستر پر سونے وغیرہ کا عادی بنانا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] ۔التحریم،6:66

Al-Tahrim, 6:66

[2]۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، **الصحیح البخاری** (بیروت، دارالکتب العلمیۃ،1413ھ)6:398،باب فی حقوق الاولاد، حدیث نمبر206

Bukhari, Muhammad bin Ismail, *Sahih Al-Bukhari* (Beirut, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyyah, 1413 AH), 6: 398, Chapter on the Rights of Children, Hadith No. 206

[3] ۔ابوداؤد، سلیمان ابن الاشعث، **سنن ابی داود** (بیروت، دارالفکر1407ھ)1:234، حدیث نمبر231

Abu Dawud, Suleiman Ibn Al-Ash'ath, *Sunan Abi Dawud* (Beirut, Dar Al-Fikr 1407 AH) 1: 234, Hadith No. 231

[4] ۔ترمذی، محمد بن عیسیٰ، **سنن الترمذی** (بیروت، دارالکتب العلمیہ،1405ھ)2:405، حدیث نمبر1951

Tirmidhi, Muhammad bin Issa, *Sunan al-Tirmidhi* (Beirut, Dar al-Kutub al-'Ilima, 1405) 2: 405, Hadith No. 1951

[5] ۔ ابو داؤد، سلیمان ابن الاشعث، **سنن ابی داؤد**، 1:235، حدیث نمبر 495

Abu Dawud, Suleiman Ibn Al-Ash’ath, *Sunan Abi Dawud* , 1: 235, Hadith No. 495

[6] ۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، **الصحیح البخاری** (لاہور، رحمانیہ 2010ء) 1:234، **بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الصَّدَقَةِ لِلنَّبِيِّ** ﷺ، **1**، حدیث نمبر 1491

Bukhari, Muhammad bin Ismail, *Sahih Al-Bukhari* (Lahur, Rahmaniyah 2010) 1: 234, chapter on what is mentioned in charity to the Prophet, may God bless him and grant him peace, 1, Hadith No. 1491

[7] ۔ البیہقی، امام احمد ابن حسین، **شعب الایمان** (بیروت، دار الفکر 1407ھ) 6:398، حدیث نمبر 8649

Al-Bayhaqi, Imam Ahmad Ibn Hussein, *Shu’ab Al-Iman* (Beirut, Dar Al-Fikr 1407) 6: 398, Hadith No. 8649

[8] ۔ طبرانی، سلیمان ابن احمد، **المعجم الکبیر** (بیروت، دار الکتب العلمیۃ، 1440ھ) 2:23، حدیث نمبر 234

Tabarani, Suleiman Ibn Ahmad, *Al-Mu’jam Al-Kabir* (Beirut, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyyah, 1440 AH) 2: 23, Hadith No. 234

[9] ۔ نسائی، احمد ابن شعیب، **سنن النسائی** (کراچی، قدیمی کتب خانہ 2011ء) 1:69، رقم الحدیث 1365

Nasa’i, Ahmad Ibn Shuaib, *Sunan Al-Nasa’i* (Karachi, Old Khan Books 2011) 1: 69, Hadith No. 1365

[10] ۔ ابو داؤد، سلیمان ابن الاشعث، **سنن ابی داؤد**، 1:231، حدیث نمبر 494

Abu Dawud, Suleiman Ibn Al-Ash’ath, *Sunan Abi Dawud* , 1: 231, Hadith No. 494

[11] ۔ مسلم، مسلم ابن الحجاج، **الصحیح المسلم** (بیروت، دار الفکر، 1140ھ) 1:310، باب السلام علی الصبیان، حدیث نمبر 5663

Muslim, Muslim Ibn al-Hajjaj, *Sahih al-Muslim* (Beirut, Dar al-Fikr, 1140 AH) 1: 310, Chapter: Peace be upon the boys, Hadith No. 5663

[12] ۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، **سنن الترمذی**، 1:234، باب حب النبی ﷺ، حدیث نمبر 1857

Tirmidhi, Muhammad bin Isa, *Sunan al-Tirmidhi* , 1: 234, chapter on love for the Prophet, peace and blessings be upon him, Hadith No. 1857

[13] ۔ ابن الاثیر، مبارک بن محمد، **جامع الاصول فی احادیث الرسول** (بیروت، مکتبہ دار البیان، 1389ھ) 1:416، حدیث نمبر 2123

Ibn al-Atheer, Mubarak bin Muhammad, *Jami’ al-Usul fi the Hadiths of the Messenger* (Beirut, Dar Al-Bayan Library, 1389) 1: 416, Hadith No. 2123

[15] ۔ ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث، **سنن ابی داؤد**، 1:340، حدیث نمبر 232

Abu Dawud, Suleiman bin Al-Ash’ath, *Sunan Abi Dawud* , 1: 340, Hadith No. 232

[16] ۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، **سنن الترمذی**، 2:38، حدیث نمبر 234

Tirmidhi, Muhammad bin Isa, *Sunan al-Tirmidhi*, 2: 38, Hadith No. 234

[17] ۔ امام احمد، امام احمد ابن حنبل، **مسند احمد**، (بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1389ھ) 5:123، حدیث نمبر 1018

Imam Ahmad, Imam Ahmad Ibn Hanbal, *Musnad Ahmad*, (Beirut, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyyah, 1389) 5: 123, Hadith No. 1018

[18] ۔ محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، **حجۃ اللہ البالغۃ** (کراچی، دار الاشاعت، 2000) 1:167۔

Muhaddith Dihlawi, Shah of the Guardian of God Muhaddith Dihlawi, *Hujjatullah al-Bilha* (Karachi, Dar Al-Asha’at, 2000) 1: 167-